

## استاد مرتضیٰ مطہری کے نقطہ نظر سے معاشرتی انحرافات کی روک تھام کا ماڈل

### A Model for Preventing Social Deviations from the Perspective of Professor Murtaza Mutahhari

Open Access Journal

*Qtiy. Noor-e-Marfat*

eISSN: 2710-3463

pISSN: 2221-1659

[www.nooremarfat.com](http://www.nooremarfat.com)

Note: All Copy Rights  
are Preserved.

**Syed Mudassir Amir Tirmazi**

Ph.D. Researcher scholar, Almustafa International University, Qum, Iran.

E-mail: [smastq84@gmail.com](mailto:smastq84@gmail.com)

**Dr. Dawood Raheemi Sajasi**

Assistant Professor, Dept. of Culture & IR; Shahid University Tehran.

E-mail: [d.rahimi@shahed.ac.ir](mailto:d.rahimi@shahed.ac.ir)

Orchid ID: 0000-0001-7428-3005

#### Abstract:

One of the significant problems facing human society is the issue of 'social deviations,' which has been a topic of discussion among sociologists since the late 19th century. Despite various studies and theories being presented to identify the causes of this issue and propose solutions, this crisis still persists. Among the intellectuals who have paid attention to this issue and devised ways to address it, Professor Murtaza Mutahhari is a notable figure. He not only identified the causes of social deviations but also outlined a strategy for their prevention, which, through further research, could provide a relatively comprehensive model for solving this crisis.

In fact, Martyr Mutahhari emphasizes the importance and necessity of moral education and training, as well as providing a suitable cultural and social environment, to prevent social deviations. According to him, this ensures that deviations do not arise in society in the first place. However, if such deviations do occur, Martyr Mutahhari also stresses the need to establish effective social and judicial institutions capable of

controlling and addressing these deviations.

This article, using a research-based descriptive and analytical methodology, presents strategies for the prevention and control of social deviations from the perspective of Martyr Mutahhari. In the course of this research, the author has concluded that according to Martyr Mutahhari, the fundamental model for preventing and controlling social deviations is the training of human soul.

**Keywords:** Social Deviations, Prevention, Control, Martyr Mutahhari, Divine Nature, Soul, Training, Upbringing, Moderation.

### خلاصہ

انسانی سماج کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ، "معاشرتی انحرافات" کا مسئلہ ہے جو 19 ویں صدی کے اواخر سے ماہرین عمرانیات کے درمیان زیر بحث ہے اور اس کے باوجود کہ اس مسئلے کی وجوہات تلاش کرنے اور اس کے راہ حل پیش کرنے کے حوالے سے مختلف تحقیقات اور نظریات پیش کیے گئے ہیں لیکن یہ بحران ابھی تک جوں کا توں باقی ہے۔

جن دانشوروں نے اس مسئلہ پر توجہ دی ہے اور اسے حل کرنے کا چارہ کار سوچا ہے، ان میں سے ایک اہم شخصیت، استاد مرتضیٰ مطہری ہیں۔ آپ نے معاشرتی انحرافات کے اسباب کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کی روک تھام کی ایک ایسی حکمت عملی بیان کی ہے جس پر مزید تحقیقات انجام دے کر اس بحران کے حل کا نسبتاً ایک جامع ماڈل پیش کیا جاسکتا ہے۔

دراصل، شہید مطہری سماجی انحرافات کی روک تھام کے لئے اخلاقی تعلیم و تربیت اور مناسب ثقافتی و سماجی ماحول فراہم کرنے کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ ان کے مطابق، یہ امر موجب بنتا ہے کہ سماج میں انحرافات جنم ہی نہ لیں۔ لیکن اگر موجودہ یہ انحرافات جنم لیتے ہیں تو بھی ان کے کنٹرول کے لئے شہید مطہری ایسے موثر سماجی اور عدالتی اداروں کے قیام کی ضرورت پر زور دیتے ہیں جو ان انحرافات کا سدباب کر سکیں۔

یہ مقالہ، ایک تحقیقی توصیفی اور تجزیاتی طریقہ کار استعمال کرتے ہوئے شہید مطہری کے نقطہ نظر سے معاشرتی انحرافات کی روک تھام اور کنٹرول کی حکمت عملی کی وضاحت پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق کے ضمن میں مقالہ نگار اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ شہید مطہری کے مطابق، معاشرتی انحرافات کی روک تھام اور کنٹرول کا بنیادی ماڈل،

"ترہیتِ نفس" کا ماڈل ہے۔

**کلیدی الفاظ:** معاشرتی انحرافات، روک تھام، کنٹرول، شہید مطہری، فطرتِ الہی، ترہیتِ نفس، اعتدال۔

## 1. موضوع بحث کی وضاحت اور حد بندی

انسان کے بارے میں یہ مقولہ رائج ہو چکا ہے کہ وہ ایک "سماجی جانور" ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرہ، بنی نوع انسان کے ایک ایسے اجتماع سے عبارت ہے جس میں ہر فرد، اپنے ہمنوع دیگر افراد کے ساتھ کچھ اس طرح سے جڑا ہوا ہوتا ہے کہ ایک شخص کا تکامل، دوسرے کے تکامل و ترقی پر اور برعکس، ایک شخص کا زوال، دیگر افراد کے زوال کا موجب بنتا ہے۔ دراصل، انسان نے جس قدر ترقی و کمال پایا ہے، یا جس قدر وہ ترقی و کمال کی منزلیں طے کرنے میں ناکام رہا ہے، اس میں اس کے سماج اور معاشرے کا ایک بنیادی کردار ہے۔ بنا بریں، انسان کی معاشرتی کج رویوں اور انحرافات پر نظر رکھنا اور ان کی اصلاح، ماہرین سماجیات کا ایک بنیادی کام رہا ہے۔ افراد پر معاشرہ کی اسی تاثیر کے پیش نظر، اس مقالہ میں "معاشرتی انحرافات" کو موضوع تحقیق قرار دیا گیا ہے۔

"انحرافات"، "انحراف" کی جمع ہے۔ عربی زبان میں، "انحراف" کا لفظ راستے سے ہٹنے یا سمت تبدیل کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یہ جسمانی (جیسے سڑک سے انحراف) یا معنوی اور سماجی (جیسے اخلاقی اقدار سے انحراف) معنی میں استعمال ہو سکتا ہے۔<sup>1</sup> اصطلاحی طور پر انحرافات Deviances سے مراد ایسے رویے اور اعمال لیے جاتے ہیں جو قبول شدہ سماجی اصولوں کے خلاف ہوں۔ دراصل، سماجی مباحث میں بعض اوقات انحراف کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: مثبت انحراف اور منفی انحراف۔ مثبت انحراف میں وہ رویے شامل ہوتے ہیں جو رائج معاشرتی اصولوں سے ہٹ کر تو ہوں، لیکن یہ معاشرے کی ترقی کا موجب بنیں؛ جیسے سائنسی و غیر سائنسی علوم میں روایت سے ہٹ کر ایسی ڈگر پر چلنا جو روایتی اصولوں کو چیلنج کرتی ہو۔

بنا بریں، زیر نظر مقالہ میں معاشرتی انحرافات سے مراد، ایسے رویے ہیں جو انسان کو اس کے تکامل و ترقی کے راستے میں چلنے سے روکتے ہیں؛ یعنی وہ اعمال جنہیں عام طور پر "منفی انحرافات" کا نام دیا جاتا ہے۔ دراصل، منفی انحراف میں وہ رویے ہوتے ہیں جو سماجی اقدار سے متصادم ہوں اور عام طور پر ان کی مذمت کی جائے یا ان رویوں کے حامل افراد کو سزا دی جائے؛ جیسے نشہ یا غیر اخلاقی رویے۔<sup>2</sup>

یہاں اس نکتے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ بعض معاشروں میں مثبت اور منفی انحرافات کے معیارات مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض مغربی ممالک میں بعض انسانی اعمال کو منفی انحراف شمار نہیں کیا جاتا؛ کیونکہ یہ معاشرے بعض رویوں کو اقدار کے برخلاف نہیں سمجھتے۔<sup>3</sup> مثال کے طور پر شراب نوشی مغربی دنیا میں معاشرتی انحراف شمار نہیں ہوتی؛ لیکن شراب پینے میں افراط یا اس شراب خوری کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کو

انحراف سمجھا جاتا ہے۔ بہر صورت، جب عرفی محاورات میں انحراف کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد، منفی انحراف ہی لیا جاتا ہے؛ جیسا کہ پیش نظر مقالہ میں اس کا یہی منفی معنی مراد لیا گیا ہے۔

## 2. تحقیق کی روش

یہ مقالہ توصیفی۔ تجلیلی طریقہ کار استعمال کرتے ہوئے، شہید مرتضیٰ مطہری کے نقطہ نظر سے معاشرتی انحرافات کے موجبات تلاش کرنے کے ضمن میں ان انحرافات کی روک تھام کی حکمت عملی پیش کرتا ہے۔ بطور کلی، اس مقالہ میں آغاز میں موضوع بحث سے مربوط کلیات اور تصورات کی وضاحت پیش کی گئی ہے اور پھر شہید مرتضیٰ کے نقطہ نظر سے معاشرتی انحرافات کے عوامل کا کھوج لگانے کی کوشش کی گئی ہے اور اگلے مرحلے میں شہید مرتضیٰ کے نقطہ نظر سے معاشرتی انحرافات سے روک تھام کی حکمت عملی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

## 3. سابقہ تحقیقات کا جائزہ

اگرچہ معاشرتی انحرافات اور ان کے سدباب کے موضوع پر مشرقی و مغربی مفکرین کی کافی تحقیقات انجام دی ہیں لیکن یہ تحقیقات اور نظریات، بنیادی اسلامی اقدار کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ان تحقیقات کی یہ کمی، دراصل، معاشرتی انحرافات کے سدباب کے لئے اسلامی ثقافت پر مبنی ماڈل کی ڈیزائن کی ضرورت کو نمایاں کرتی ہے۔<sup>4</sup> جہاں تک شہید مرتضیٰ مطہری کے ہاں اس موضوع پر تحقیق کا تعلق ہے تو واقعیت یہ ہے کہ اس موضوع پر آپ نے مستقل طور پر کام نہیں کیا۔ بلکہ اس حوالے سے آپ کی تحقیقات پراکندہ ہیں۔ معاشرتی انحرافات کے موضوع پر آپ نے قلم ضرور اٹھایا ہے لیکن آپ کا کام پراکندہ ہے اور آپ کی کسی خاص کتاب میں اس مقولے پر بحث مرکوز نہیں ہے۔ جہاں تک اس موضوع پر اردو زبان میں کام کا تعلق ہے تو اس حوالے سے بہت کم تحقیقات انجام پائی ہیں۔ اسی طرح استاد مطہری کے آثار کے اردو تراجم میں بھی یہ موضوع تشنہ بحث نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے اگر آپ کے فلسفہ اخلاق پر لکھی گئی کتاب "اسلام اور اخلاقی اقدار"<sup>5</sup> کے سولہویں باب میں "عصر حاضر کا اخلاقی بحران اور اس کا راہ حل" کے عنوان کے تحت چند انتہائی اہم مطالب کی وضاحت پیش کی گئی ہے تاہم شہید مرتضیٰ کے نقطہ نظر سے اس موضوع کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی ضرورت باقی ہے۔

## 4. معاشرتی انحرافات کے مظاہر

شہید مرتضیٰ مطہری نے عصر حاضر کے جن عمدہ اخلاقی اور معاشرتی انحرافات اور بحرانوں پر توجہ دی ہے، خود کنشیاں، اوباش گری، نفسیاتی امراض، ناسالم سرگرمیاں، تند خوئی اور اکھڑ مزاجی، طلاقیں، بھوک افلاس اور

ماحولیاتی آلودگیاں ان کے عمدہ مظاہر ہیں۔ ان کے مطابق، آج کے ترقی یافتہ ممالک میں جدید صنعتوں، کارخانوں اور ٹیکنالوجی کے آنے سے لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی اور اوقاتِ کار میں کمی واقع ہوئی ہے جس کے نتیجے میں یہ سوال سامنے آیا ہے کہ لوگ اپنا فارغ وقت اور پیشہ کہاں خرچ کریں؟ اس سوال کو درست جواب نہ ملنے کی وجہ سے انسانی معاشرے میں فضول خرچی، غلط تفریحات، عیاشی اور شہوت رانی جیسے نامقبول رویوں نے جنم لیا ہے۔ ان رویوں میں سے ایک رویہ منشیات کی لت ہے۔ شہید مطہری کے مطابق Addiction تباہ کن ترین انحرافات میں سے ایک ہے۔ آپ اسے "نفس کی غلامی" قرار دیتے ہیں۔<sup>6</sup>

معاشرتی انحرافات کے مظاہر میں سے ایک مظہر، اوباشی ہے۔ بعض نوجوان نیا لباس نہیں پہنتے، تہہ خانوں میں رہتے اور منشیات استعمال کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، بعض نوجوان ہر نئے دن لباس، بالوں اور اپنی ظاہری وضع و قطع کا ایک نیا سائل اپناتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اوباشی کا رواج، ایک اور معاشرتی، اخلاقی بحران ہے۔<sup>7</sup>

نفسیاتی امراض اور اعصابی مشکلات میں اضافہ، عصر حاضر کا ایک اور عمدہ معاشرتی بحران ہیں۔ استاد مطہری کے بقول: "یہ وہ بیماریاں ہیں جن کا نام خود اہل یورپ نے بھی "تمدن کی بیماریاں" رکھا ہے۔ آج کی دنیا میں بہت سی ایسی پریشانیاں اور نفسیاتی مشکلات ہیں جو معدے اور انتڑیوں کے زخموں کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور اسی اعصابی کھینچاؤ (Tension) کے سبب بلڈ پریشر اور دل کے امراض بہت تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔"<sup>8</sup>

انسان کے معاشرتی بحرانوں کا ایک اور مظہر، احساسات و عواطف کی نابودی ہے۔ انسانوں کی زندگی، مشینی زندگی بن چکی ہے۔ اور اس مشینی زندگی میں کہیں احساسات و عواطف اور انسانی ہمدردی کا سراغ نہیں ملتا۔ آج والدین کے پاس وقت نہیں ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ چند لمحے گزار سکیں۔ وہ اپنی اولاد سے کٹے ہوئے ہیں اور انہیں اپنی محبت کا احساس نہیں دلا سکتے اور نہ ہی ان کی تربیت کر سکتے ہیں۔ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی ہر ایک اپنے اپنے کام میں مصروف اور اپنی دنیا میں زندگی گزار رہا ہے۔ ہمسائے کو ہمسائے کی خبر نہیں۔ انسان، انسان سے بیگانہ ہے۔ بیٹا، باپ کا نہیں ہے اور باپ، بیٹے کا نہیں۔ گھریلو زندگیاں احساسات و عواطف کے اسی بحران کی زد میں ہیں اور آئے دن طلاق کی شرح بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جدید دنیا نے انسان کو انسان سے کاٹ کر دن رات چلنے والا ایک پرزہ بنا کے رکھ دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات!

آج کی ترقی یافتہ دنیا کا ایک اور معاشرتی بحران، افلاس اور بھوک ہے۔ ان بحرانوں نے بذاتِ خود چند مزید بحران کھڑے کر دیے ہیں جن میں ایک بہت بڑا بحران، "خودکشی" کا بحران ہے۔ کوئی بھوک و افلاس کی وجہ سے تو

کوئی عزیزوں کی سرد مہری کی وجہ سے، کوئی زندگی کے بے معنی بن جانے کی وجہ سے، تو کوئی پریشانیوں سے تنگ آ کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہا ہے۔ مزید برآں، ماحولیاتی آلودگیوں نے بنی نوع انسانی کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔

## 5. معاشرتی انحرافات کے اثرات

معاشرتی انحرافات براہ راست یا بالواسطہ طور پر معاشرے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ یہ انحرافات سطحی رویوں سے لے کر موثر رویوں اور عقائد کے بڑے نمونوں تک شامل ہو سکتے ہیں جو سماجی تعلقات کو تباہ کرنے، اعتماد کو کم کرنے، عدم مساوات کو فروغ دینے، جرائم میں اضافہ کرنے یا معاشرے میں معیار زندگی کو کم کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ دراصل، معاشرتی انحرافات، محض سماجی رویوں تک بھی محدود نہیں رہتے، بلکہ یہ سماجی ڈھانچوں Social Set ups، اقتصادی عدم مساوات، قانون شکنی اور ثقافتی کمزوریوں کا موجب بن جاتے ہیں۔

## 6. معاشرتی انحرافات کے عوامل

بعض لوگ بعض مادی مشکلات و مسائل کو معاشرتی انحرافات کا عامل قرار دیتے ہیں۔ معروف ماہر سماجیات، رابرٹ مرٹن کا خیال ہے کہ معاشرتی انحرافات اس وقت جنم لیتے ہیں جب لوگ متوقع اہداف (جیسے مالی کامیابی) تک رسائی نہ پا سکیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں لوگ اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے غیر قانونی طریقوں کا سہارا لیں گے۔<sup>9</sup> تاہم استاد شہید مرتضیٰ مطہری، ایک جامع، فلسفیانہ اور اسلامی نقطہ نظر کے ساتھ، معاشرتی انحرافات کی جڑیں انسان کی اپنی الٰہی فطرت سے دوری، فہم و شعور کی کمزوری، خاندان چلانے میں خلل اور مغربی مادی گرائی کی ثقافت کے تسلط میں گڑھی دیکھتے ہیں۔

مثال کے طور پر، ممکن ہے بعض لوگ مادی فقر و فاقے کو خود کشی کا ایک عمدہ عامل قرار دیں۔ لیکن استاد مطہری کے مطابق یہ درست نہیں ہے؛ کیونکہ بذات خود فقر و فاقہ کا سبب، اقتصادی نہیں، بلکہ اخلاقی اور معنوی ہے۔ بہت سے ترقی یافتہ ممالک اپنی اضافی گندم سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ آج اگر اسلحہ پر خرچ ہونے والے عالمی بجٹ کا پانچواں حصہ بھی کاشتکاری اور زراعت پر خرچ کیا جائے تو پوری دنیا سے بھوک کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی سماج میں غلے اور اناج کا بحران نہیں ہے، بلکہ انسانی ہمدردی اور اخلاقیات کا بحران ہے جو ایسے معاشرتی انحرافات کا اصل موجب ہے۔

اسی طرح سرمایہ داروں اور کارخانے داروں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے مارکیٹنگ اور شیطانی پروپیگنڈہ کے زور پر انسان کے سامنے سینکڑوں جھوٹی ضروریات رکھ دی ہیں؛ جبکہ اسے سینکڑوں حقیقی ضروریات سے محروم اور غافل بنا دیا گیا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی اس یلغار نے عصر حاضر کے انسان کو صرف اور صرف کمانے اور

خرچ کرنے والی فیکٹری میں تبدیل کرتے ہوئے ایک بہت بڑا معنوی بحران ایجاد کر دیا ہے۔ بنا برائیں، بہت سے معاشرتی انحرافات اور بحرانوں کا موجب مادی نہیں، معنوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقط فقیر خاندانوں کے لوگ خودکشی نہیں کرتے؛ بلکہ کئی امیر بھی خودکشی کر لیتے ہیں۔ بہر صورت، مجموعی طور پر شہید مطہری کی نظر میں معاشرتی انحرافات کے عوامل کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: ۱۔ فکری عوامل؛ ۲۔ عملی روئے۔

## 6-1-6-1 فکری عوامل

### 6-1-1-1 مادی تصور کائنات (Materialistic Worldview)

استاد مطہری کے مطابق، مادی تصور کائنات، معاشرتی انحرافات اور اخلاقی بحرانوں کا ایک بنیادی ترین عامل ہے۔ دراصل، مادی تصور کائنات میں زندگی دنیا کا کوئی خاص ہدف اور مقصد نہیں ہے۔ اس تصور کے مطابق، انسان عناصر کائنات کے ایک بڑے مجموعے کے درمیان، ایک بیہودہ اور بے مقصد موجود ہے جو ہلاکت اور تباہی کی طرف گامزن رہتا ہے: "اس کے پاس کوئی محرک نہیں ہے اور اس کا انجام مایوسی اور تاریکی ہے کیونکہ اس کے پاس کوئی پناہ گاہ اور امید نہیں ہے لہذا وہ بس ایک تاریک اور خوفناک دنیا میں رہتا ہے۔"<sup>10</sup> مادی تصور کائنات کا حامل انسان کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے؛ کیونکہ اس کی نظر میں: "کوئی ایسی باخبر اور برتر ہستی جو انسان کے اچھے اور بُرے رویے کو سمجھے اور پہچانے، سزا دے یا جزا بخشے۔ مختصر یہ کہ انسان کے اعمال کا جائزہ لینے والا اور اس کے اچھے اور بُرے کردار کی جانچ پڑتال کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ نظریہ حیات، اخلاقی انحرافات کو ہوا دیتا ہے، کیونکہ الہی جوابدہی کے بغیر فرد، لذت پرستی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ شہید مطہری "علل گرایش بہ مادیگری" (مادیت پرستی کے رجحان کے اسباب) میں، اسے معاشرتی فساد کی جڑ قرار دیتے ہیں۔"<sup>11</sup>

### 6-1-1-2 افراطی انفرادیت (Extreme Individualism)

انفرادیت ایک تصور ہے جو روایتی معاشرے کی اجتماعیت کے مقابلے میں آتا ہے۔ انفرادیت پسند معاشرہ گروہ کے ساتھ عدم مطابقت کو ایک قدر سمجھتا ہے اور فرد کی نشوونما اور سماجی روایات و اقدار میں نظر ثانی پر زور دیتا ہے۔ نیز، جیسا کہ عام طور پر عمرانیات میں سماجی پہچتی کے تصور سے مستفاد ہوتا ہے، یہ تصور کسی معاشرے کے انضمام کی ڈگری یا قسم اور درحقیقت، ان رشتوں اور تعلقات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کسی معاشرے یا گروہ کے اراکین کو ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں۔<sup>12</sup> افراطی انفرادیت کی درج ذیل خصوصیات بیان ہوئی ہیں:

- 11- دوسروں پر انحصار اکثر ناپسندیدہ ہوتا ہے۔
- 2- اقدار اور معیاروں کی بنیاد انفرادی ہوتی ہے۔
- 3- فردی اقدار کو دیگر اقدار پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔
- 4- لوگ اکثر اپنی انفرادیت پر زور دیتے ہیں۔

5- انفرادی لذت کا حصول اولین ترجیح ہوتا ہے۔ 6- انفرادیت پسندانہ قوانین اور اقدار زیادہ مقبول ہوتے ہیں۔ یہ انتہا پسندی، خود غرضی کو جنم دیتی ہے اور سماجی تعلقات کو کمزور کرتی ہے۔ مطہری "جامعہ و تاریخ" (معاشرہ اور تاریخ) میں، فرد اور جماعت کے درمیان توازن کو ضروری سمجھتے ہیں اور انتہا پسندی کو انحراف کا عامل شمار کرتے ہیں۔

### 3-1-6- افراطی اجتماعیت (Extreme Collectivism)

شہید مطہری نے کتاب "جامعہ و تاریخ" میں فرد کے اصول اور جماعت کے اصول کے درمیان ایک متوازن نظریہ پیش کیا ہے جو "اصالت الفرد والجمع" (فرد اور جماعت دونوں کی اصالت) ہے۔ انہوں نے یہ نظریہ اپنے محترم استاد علامہ طباطبائی کی آراء اور اسلام کے حقیقی منابع، قرآن اور روایات اہل بیت علیہم السلام سے اخذ کیا ہے۔ جس میں فرد اور اجتماع دونوں کی حیثیت محفوظ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ "اصالت الفرد المحض" (خالص انفرادیت) کی افراط اور "اصالت الاجتماع" (اجتماعیت) کی انتہا پسندی جیسے نظریات بھی موجود ہیں جن کے معاشرتی انحرافات میں بہت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔<sup>13</sup>

افراطی اجتماعیت، اس حالت کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں فردیت اور فرد کے مفادات کو گروہ یا معاشرے کے مفادات کے مقابلے میں مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس حالت میں، جماعت کی اقدار، اہداف اور خواہشات کو فرد اور اس کی ذاتی خواہشات پر فوقیت دی جاتی ہے۔ اس قسم کی اجتماعیت انفرادی آزادیوں کے مکمل خاتمے، تخلیقی صلاحیتوں اور جدت کو دبانے، معاشرے کی فلاح و بہبود اور ترقی میں کمی، تعصب اور امتیازی رویوں، نیز آمریت کے فروغ کا موجب بنتی ہے جو بذات خود معاشرتی انحرافات کے عمدہ مظاہر ہیں۔

### 4-1-6- افراطی سائنس پرستی (Extreme Scientism)

معاشرتی انحرافات اور اخلاقی بحرانوں کے فکری اور اعتقادی عوامل میں سے ایک اہم عامل، افراطی سائنس پرستی (Scientism) ہے جس کی جڑیں یونانی فلسفہ (لمپیکورین)، برطانوی حسیت پسندی (لاک، ہیوم) اور اثباتیت پسندی (Positivism) میں پائی جاتی ہیں۔<sup>14</sup> یہ وہ فلسفہ ہے جس کی بنیاد پر، علم و معرفت اور شناخت کے حصول کا واحد راستہ اور منبع، احساس (Sensation) ہے۔ دراصل، یہ نقطہ نظر لذت جوئی اور نفس پرستی کی حد سے زیادہ پیروی کو بنیادی مقصد قرار دیتا ہے اور مانتا ہے کہ احساس، اچھائی اور برائی کی تشخیص کا واحد معیار ہے۔<sup>15</sup>

دراصل، افراطی سائنس پرستی، ماورائے طبیعت کے مسائل کو مسترد کرتی ہے اور انہیں بے معنی اور بے قدر سمجھتی ہے۔ یہ عقل، وجدان اور وحی کو نظر انداز کرتی ہے اور مادی لذت کو واحد معیار ماننے کی وجہ سے اخلاقی اور سماجی افراطی اور انحرافات کا باعث بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استاد مطہری "اصول فلسفہ و روش رنالیسم" میں اس پر تنقید کرتے ہیں اور اسے فکری انحراف کا عامل قرار دیتے ہیں۔<sup>16</sup>

## 5-1-6- آباؤ اجداد کی اندھی تقلید

تحقیق کے بغیر تقلید، عقائد، رویوں یا ثقافتی و فکری نمونوں کو بغیر عقلی جانچ پڑتال کے قبول کرنا ہے۔ یہ تصور شہید مطہری کی فکر میں، خاص طور پر فکری اور معاشرتی انحرافات کی بحث میں، فطرتِ الہی اور دینی اقدار سے انحراف کے عوامل میں سے ایک کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ شہید مطہری بیان کرتے ہیں کہ تحقیق کے بغیر تقلید، آگاہی کے فقدان اور عقل کے عدم استعمال کی وجہ سے، انسان کو حقیقت کے راستے سے دور کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، مغربی مادہ پرستی جیسی غیر ملکی ثقافتوں یا نقصان دہ فیشن کو، ان کی دینی اور فطری اقدار سے مطابقت کی جانچ پڑتال کیے بغیر، بے چون و چرا قبول کرنا، تحقیق کے بغیر تقلید کی مثال ہے۔ اس قسم کی تقلید دینی اور ثقافتی شناخت کو کمزور کرنے، اخلاقی نسبت پسندی، اور بالآخر معاشرتی انحرافات کے ظہور کا باعث بن سکتی ہے۔ اسلامی معاشروں میں، مغرب کی تقلید نے طلاق اور عریانیت میں اضافہ کیا ہے۔<sup>17</sup>

## 2-6- عملی رویے

### 1-2-6- جدید جنسی اخلاقیات

استاد مطہری کے مطابق، عصر حاضر کے معاشرتی انحرافات کے عملی موجدات میں سے ایک اہم موجب، جدید جنسی اخلاقیات اور رویے ہیں۔ عصر حاضر میں جنسی بے راہ روی جس میں عریانی اور ستر پوشی کی ممانعت کا خاتمہ، سیکسی تصاویر و مناظر کی بلا روک اشاعت، ان ایام میں مرد و زن کی مقابرت کی ممانعت کا خاتمہ جن میں طبعی اور شرعی طور پر یہ مقابرت ممنوع ہے اور نامحرموں سے ارتباط کی آزادی اور زنا کی قباحت اور ممانعت کا خاتمہ وغیرہ جیسے عملی رویے، بیسیوں معاشرتی انحرافات اور بحرانوں کا موجب ہیں۔ جدید جنسی اخلاقیات میں اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ جنسی غرائز کی تسکین میں واحد ممنوع چیز، وہ عمل ہے جو خود فرد یا دوسروں کو جسمانی نقصان پہنچائے، لیکن عملی طور پر ہم جنس پرستی، مساحقت اور جنسی غریزے کی تسکین کے غیر انسانی اور غیر اخلاقی طور طریقوں کا رواج، ایسے انسانی رویے شمار ہوتے ہیں جو ایڈزر جیسی مہلک جسمانی بیماریوں اور معاشرتی انحرافات کا موجب بنتے ہیں۔ استاد مطہری کے مطابق، جدید جنسی اخلاقیات کا یہ ضابطہ، انسان کو وحشی گری اور حیوانی دنیا کی طرف لے جاتا ہے۔ جو نہ صرف بربریت کی طرف واپسی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حیوانیت کی طرف واپسی ہے؛ یہاں تک کہ حیوانات بھی اس حد تک نہیں جاتے۔<sup>18</sup>

### 2-2-6- طلاق

اگرچہ جدید جنسی اخلاقیات کا ایک لازمی نتیجہ، طلاق کی صورت میں سامنے آتا ہے، تاہم طلاق، بذاتِ خود کوئی

معاشرتی انحرافات اور اخلاقی بحرانوں کا موجب ہے۔ درحقیقت، اکثر ایک جوڑے کی طلاق، نہ صرف ایک خاندان، بلکہ چند خاندانوں کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیتی ہے جس کے نتیجے میں معاشرتی بحران جنم لیتے ہیں۔ طلاق، معاشرتی انحرافات کی ایک مثال کے طور پر، نہ صرف خاندان کی بنیاد کو متزلزل کرتی ہے، بلکہ معاشرے کی سماجی اور اخلاقی ساخت پر بھی وسیع اثرات مرتب کرتی ہے۔ طلاق کے حوالے سے ایک تحقیق یہ کہتی ہے کہ:

"اگرچہ امریکی عورت طلاق کے بعد خود کو "آزاد سے بھی آزاد" محسوس کرتی ہے، لیکن امریکی طلاق یافتہ خواتین، چاہے جوان ہوں یا ادھیڑ عمر، خوش نہیں ہیں، اور اس ناخوشی کو نفسیاتی معالج اور ماہر نفسیات کے پاس جانے والی خواتین کی بڑھتی ہوئی تعداد، یا ان کے شراب میں پناہ لینے، یا ان کے درمیان خود کشی کی بڑھتی ہوئی سطح سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ہر 4 طلاق یافتہ خواتین میں سے ایک شرابی بن جاتی ہے اور ان کے درمیان خود کشی کی شرح شادی شدہ خواتین کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ مختصراً یہ کہ امریکی عورت جیسے ہی طلاق کے مقدمے سے کامیابی کے ساتھ باہر آتی ہے، اسے احساس ہوتا ہے کہ طلاق کے بعد کی زندگی ویسی جنت نہیں ہے جیسا وہ سوچتی تھی۔" <sup>19</sup>

### 3-2-6- بے روزگاری

بے روزگاری، اقتصادی اور سماجی انحراف کا ایک اہم عامل ہے۔ دراصل، صنعتی ترقی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں انقلاب نے لوگوں کی ایک بہت بڑی اکثریت کو بے روزگار بنا دیا ہے۔ دراصل، جدید دور میں کام کرنے کے ہنر اور آلات سے ناآشنائی نے ملازم طبقہ کی ایک کثیر تعداد کو بے روزگار بنا دیا ہے جس کی وجہ سے یہ طبقہ کئی سماجی انحرافات کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں اصل عامل سود پرست صاحبان صنعت و بازار اور ارباب اقتدار ہیں۔ وہ انسان کو محض لیبر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جب تک ایک انسان ان کی منفعت طلبی کی راہ میں ایک پرزے کی حیثیت سے کام کر سکتا ہے وہ اس کا استحصال کرتے ہیں لیکن جب وہ اسے اپنے مفادات کے حصول کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں تو اسے دور پھینک دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ایک فرد جب اپنے آپ کو ایک فرد معطل کے طور پر دیکھتا ہے تو کئی معاشرتی انحرافات کا شکار ہو جاتا ہے۔ ارباب صنعت و اقتدار کا یہ عملی رویہ، دراصل ان سماجی بحرانوں اور معاشرتی انحرافات کا موجب ہے۔

### 4-2-6- خود کشی

اگرچہ ایک منظر سے خود کشی ایک معاشرتی انحراف ہے جس کے منجمد موجبات میں سے ایک موجب جنسی بے راہ روی، بعض طلاقیں اور بے روزگاری جیسے عوامل اور عملی رویے ہیں، لیکن خود کشی بذات خود معاشرتی انحرافات کا موجب ہے۔ چہ بسا ایک شخص کی خود کشی اس کے متعلقین میں عزت و تہائی، نفسیاتی امراض اور

مایوسی جیسے انحرافات کا موجب بنتی ہے۔

## 5-2-6۔ گلوبلائزیشن

گلوبلائزیشن اور مغربی ثقافت کے اثرات نے آج اُن معاشروں کو بھی ثقافتی چیلنجز اور معاشرتی انحرافات اور بحرانوں سے دوچار کر دیا ہے جن کے ہاں اس قسم کے انحرافات اور بحران، نہ ہونے کے مساوی ہوا کرتے تھے۔ انٹرنیٹ کی دستیابی جہاں انسان پیشرفت کا موجب ہے وہاں اس کی وجہ سے ہزاروں غیر اخلاقی مفاسد اور روئے جنم لے رہے ہیں۔ استاد مطہری کے مطابق، لوگ بند کمرے میں بیٹھ کر جرم و جنایت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ لہذا افزودہ وقت، دولت اور ذرائع ابلاغ تک ہر فرد کے عام رسائی نے انسانی نوع کے لئے ایک بہت بڑا اخلاقی، معاشرتی بحران ایجاد کر دیا ہے۔<sup>20</sup>

## 7. معاشرتی انحرافات کے سدباب کا چارہ کار

### 7-1۔ جامع منصوبہ بندی

اگر ہم معاشرتی انحرافات کے ان عوامل اور اسباب پر توجہ کریں جن پر اوپر نسبتاً تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، اجمالی طور پر ان انحرافات کے سدباب کا چارہ کار بھی سامنے آجاتا ہے۔ اجمالی طور پر استاد مرتضیٰ مطہری کے مطابق، معاشرتی انحرافات کی روک تھام کا جامع اور بنیادی ترین نسخہ، دین اور معنویت کا احیاء ہے۔ آپ کے مطابق، آج کی دنیا ایک اہم معنوی اور روحانی بحران کا شکار ہے۔ دراصل، جدید دور کی علمی پیشرفت اور ٹیکنالوجی نے انسان کی بعض اہم ضروریات پوری نہیں کیں۔ یہ ضروریات، انسان کی روحی اور معنوی ضروریات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ضروریات کا پورا نہ ہونا، معاشرتی انحرافات اور اخلاقی بحران کا اصل سبب ہے۔

بنابراین، تقلیل گرایانہ نظریات کے برعکس، شہید مطہری کے فکری نظام میں معاشرتی انحرافات کے عوامل صرف اقتصادی دباؤ یا انتظامی کمزوریاں نہیں، بلکہ معرفتی، نفسیاتی، تربیتی اور معاشرتی پیچیدگیاں ہیں۔ معاشرتی انحراف کی وجوہات سے متعلق شہید مطہری کا تجزیہ "حقیقت سے انقطاع" اور "فطرت کی تحریف" پر مبنی ہے۔ یعنی جب انسان یا معاشرہ الہی فطرت اور اصیل دینی اقدار سے دور ہو جائے تو انحراف کا میدان تیار ہو جاتا ہے۔ مطہری معاشرتی انحرافات کو الہی فطرت سے انحراف، شعور اور اختیار کی کمزوری، اور نظام ہستی کی ہدف مندی کی خلاف ورزی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ الہی فطرت، شعور اور انسان کا اختیار، نظام ہستی کی ہدف مندی، عالم طبیعت اور ماورائے طبیعت کا قریبی

رابطہ، اور معاد پر اعتقاد ان اصولوں میں سے ہیں جن کے ذریعے انحرافات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔<sup>21</sup>

شہید مطہری، معاشرتی انحرافات کے سدباب کا ایک تین سطحی منصوبہ اور ماڈل پیش کرتے ہیں۔ آپ کے

مطابق، انفرادی سطح پر لوگوں کے ایمان کی تقویت، خاندانی سطح پر، الفت و پیار، صلہ رحمی اور خاندانی باہم بیوگی اور معاشرتی اور حکومتی سطح پر سماجی نظارت اور فلاحی انتظامات کے ذریعے معاشرتی انحرافات کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استاد مرتضیٰ مطہری زور دیتے ہیں کہ انحرافات کی روک تھام کے لیے، ان تینوں سطوح پر توجہ دی جائے اور جامع حل مہیا کیے جائیں۔<sup>22</sup>

آپ ایک انسان کی انفرادی زندگی میں جہاد بالنفس پر زور دیتے ہیں۔ ان کے مطابق، جہاد بالنفس کے ذریعے ایک انسان ان تمام عوامل و موجبات اور چیلنجز کا باآسانی سامنا کر سکتا ہے<sup>23</sup> جو معاشرتی انحرافات کا موجب بنتے ہیں۔ جیسا کہ آپ منشیات کی لت کو "نفس کی غلامی" قرار دیتے ہیں اور اس کا حل "جہاد بالنفس" بتاتے ہیں۔<sup>24</sup>

جب معاشرتی انحرافات کے سدباب کے حوالے سے یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا معاشرتی انحرافات صرف سزا کے ذریعے سے کٹرول کیے جاسکتے ہیں<sup>25</sup> یا افراد کی تربیت اور شعور بڑھانے پر مبنی حفظ ما تقدم کی ضرورت ہوتی ہے<sup>26</sup> تو یہاں بھی شہید مطہری کے مطابق الہی فطرت اور دینی اقدار کی تقویت کے ذریعے حفظ ما تقدم کرنا انحراف کے وقوع کے بعد کٹرول کرنے سے زیادہ بہتر اور موثر ہے۔ ان کے نقطہ نظر سے، تعلیم، تربیت اور ثقافت سازی کے ذریعے انحرافات کی روک تھام، جرم کے وقوع پذیر ہونے کے بعد سزا اور مقابلے سے کہیں زیادہ موثر ہے۔ عالمی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے معاشرے جہاں مذہبی تربیت ناپید ہو ان کے مقابلے میں ان روایتی اسلامی معاشروں میں انحراف کی شرح بہت کم ہے۔

شہید مطہری کے آثار میں انحراف کا مفہوم ہمہ جہت ہے۔ وہ انحراف کو نہ صرف سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کے طور پر، بلکہ فطرت اور انسانی اعلیٰ اہداف سے خروج کے طور پر تعریف کرتے ہیں۔ یہ تعریف روایتی اسلامی نقطہ نظر سے مطابقت رکھتی ہے جو قرآن کریم اور احادیث میں بیان کی گئی۔ مثال کے طور پر، قرآن کریم میں، حق کے راستے سے انحراف کو گمراہی (ضلالت) کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور لوگوں کو الہی راستے کی طرف واپسی کی دعوت دی گئی ہے۔ شہید مطہری اس نظریہ پر تنکیہ کرتے ہوئے، انحراف کو دینی اور عقلی ذمہ داریوں سے غفلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور شعور اور تربیت کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔

استاد مطہری، معاشرتی انحرافات کے سدباب میں سماجی اصلاح کی ضرورت پر بھی تاکید فرماتے ہیں۔ دراصل، آپ کے نقطہ نظر سے، معاشرہ انسان کی نشوونما یا زوال کا میدان ہے۔ اگر معاشرہ انحرافات سے آلودہ ہو تو انسانوں کو روحانی اور فکری نشوونما کے مواقع میسر نہیں آتے۔ کتاب "تعلیم و تربیت در اسلام" میں، وہ زور دیتے ہیں کہ انحرافات کی روک تھام پر توجہ دیے بغیر سماجی تربیت نامکمل ہے۔<sup>27</sup> ان کے مطابق، معاشرے میں فساد اور انحرافات کا مقابلہ کرنا ایک دینی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ دین اسلام نے مسلمانوں کو

فساد، ظلم، ناانصافی اور انحراف کا مقابلہ کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے: "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ" (104:3) ترجمہ: "اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے۔" پر مبنی ہے۔ اس حوالے سے آپ کی رائے میں علماء، مفکرین اور محققین اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ گلوبلائزیشن کی وجہ سے ایجاد شدہ نئے معاشرتی انحرافات کے سدباب کا چارہ کار سوچیں اور معاشرے کو لاحق نقصانات کی نشاندہی کریں اور ان کا حل پیش کریں۔<sup>28</sup>

مجموعی طور پر، استاد مرتضیٰ مطہری، معاشرتی انحرافات کی روک تھام کے لئے ایک جامع منصوبہ بندی اور ایک کامل ماڈل پیش کرنے کی غرض سے انفرادی، خاندانی، اور معاشرتی جہات سے کام کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ آپ فطرت، عقل و شعور اور انصاف پر مبنی معاشرہ کے قیام پر زور دیتے ہوئے، معاشرتی اصلاح کا ایک جامع منصوبہ پیش کرتے ہیں جو اسلامی معاشروں میں ثقافتی اور سماجی پالیسی سازی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔<sup>29</sup>

## 2-7- الٰہی فطرت کا احیاء

شہید مطہری کے نقطہ نظر سے معاشرتی انحرافات کی روک تھام میں الٰہی انسانی فطرت کا احیاء ایک بنیادی ترین نظریاتی کام ہے۔ ان کے مطابق اللہ نے انسان کو پاک اور الٰہی فطرت کے ساتھ پیدا کیا ہے جو حقیقت، انصاف، محبت اور معنویت کی طرف ذاتی تمایل اور رجحان پر مشتمل ہے۔ یہ فطرت، ایک اندرونی قوت کے طور پر، انسان کو خیر اور کمال کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ معاشرتی انحرافات اس وقت ایجاد ہوتے ہیں جب انسان اس فطرت سے دور ہو جاتا ہے اور بیرونی عوامل جیسے معاشرتی ماحول، ثقافت، یا غلط تربیت کے اثر میں آ جاتا ہے۔ مطہری اپنی کتاب فطرت میں زور دیتے ہیں کہ الٰہی فطرت، ایک قطب نما کی طرح، زندگی کے صحیح راستے کو دکھاتی ہے مگر اس راستے سے غفلت یا انحراف، ناجائز رویوں اور معاشرتی انحرافات کا سبب بنتا ہے۔ مثال کے طور پر، مطہری کے نزدیک، انصاف طلبی انسان کی فطری خصوصیات میں سے ایک ہے۔ ان معاشروں میں جہاں معاشرتی اور اقتصادی ناانصاف عام ہے، یہ فطری گرایش دب جاتی ہے اور لوگ انحرافی رویوں جیسے چوری یا فساد کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔

دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، اور مناسب معاشرتی بنیادوں کی تخلیق کے ذریعے فطرت کی تقویت کی انحرافات کی روک تھام کی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر، بچپن میں ایمانداری اور امانت داری جیسی اقدار کی تعلیم انسان کو انحرافی وسوسوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ یہ نقطہ نظر جدید سماجیات کے نظریات، جیسے رابرٹ مرٹن کا ساختاری دباؤ کا نظریہ، سے مطابقت رکھتا ہے، لیکن الٰہی فطرت پر زور دیتے ہوئے، ایک مقامی اور اسلامی نقطہ نظر پیش کرتا ہے۔

الہی فطرت انسان کو خدا پرستی اور معنویت کی طرف مائل کرتی ہے معاشرتی جبکہ انحرافات، خاص طور پر جدید معاشروں میں زیادہ ہیں جہاں مادی گرائی بڑھ گئی ہے جو اس فطرت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ وہ اپنے آثار میں مغربی مادی گرائی کے اثر کا ذکر کرتے ہیں جو لذت جوئی اور مصرف گرائی کو فروغ دے کر انسان کو معنوی اقدار سے دور کرتی ہے اور اخلاقی اور معاشرتی انحرافات کا سبب بنتی ہے۔ مثال کے طور پر، وہ مغربی معاشروں میں جنسی انحرافات کی توسیع کو فطرت اور اخلاق سے غفلت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور ان انحرافات کی روک تھام کے لیے دینی اقدار کی طرف واپسی کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔<sup>30</sup>

استاد مطہری کے فطریات کی خود بخود حرکت پر یقین کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ وہ انسان کی شخصیت کی تعمیر میں تین عوامل (فطرت، طبیعت اور معاشرہ) کو مؤثر سمجھتے ہیں، اور فطرت کے عامل کی نشوونما کو خود بخود اور بتدریج سمجھتے ہیں: "فطرت کا عامل جو خود بخود اس میں بتدریج نشوونما پاتا ہے، دوسرے لفظوں میں، داخلی عامل فطرت، بیرونی عامل طبیعت اور بیرونی عامل معاشرہ"۔<sup>31</sup>

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا فطرت اپنے اصل راستے سے منحرف ہو سکتی ہے؟ استاد مطہری کا جواب دو سطحوں پر پیش کیا گیا ہے۔ جب استاد اخلاقی نقطہ نظر سے اور نسبتاً عام افراد سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ تمثیلات کا استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ فطرت بھی دیگر موجودات کی طرح بیمار ہو سکتی ہے اور ٹھیک کام نہیں کرتی، فطرت کے انحراف کی طرف اشارہ کرتے ہیں: "انسانی وجدان بھی دوسری چیز کی طرح، صحت کی حالت میں اچھا کام کرتا ہے اور انحراف کی حالت میں، غلط۔ وجدان بھی انسان کی روحانی اور جسمانی قوتوں کی طرح، صحت کی حالت رکھتا ہے اور انحراف کی حالت۔ انحراف کی حالت میں وہ ٹھیک کام نہیں کرتا؛ غلط کام کرتا ہے۔"

تاہم، ان مواقع پر جہاں استاد نے فلسفیانہ اور تخصصی نقطہ نظر سے فطرت پر بحث کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ فطرت منحرف نہیں ہوتی؛ بلکہ انسان فطرت سے منحرف ہوتا ہے۔ انسان جب داخلی عوامل جیسے نفسِ امارہ اور بیرونی عوامل جیسے ماحولیاتی اور معاشرتی حالات سے متاثر ہوتا ہے تو وہ اپنی ابتدائی فطرت سے منحرف ہو جاتا ہے۔ یہ انحراف، بہت سی سماجی مشکلات کی جڑ ہے اور استاد مطہری "فطرت" کے احیاء کا راستہ، عبادت اور تربیت کو قرار دیتے ہیں۔<sup>32</sup>

### 3-7- عقل و شعور اور انسانی اختیار

استاد مرتضیٰ مطہری انسان کو ایک مختار مخلوق سمجھتے ہیں جو اپنے ارادے اور شعور سے زندگی کا راستہ منتخب کرتا ہے۔ یہ اختیار انسان کو اپنے رویوں اور اعمال کا ذمہ دار بناتا ہے اور معاشرتی انحرافات کو غلط انتخاب کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

کتاب "انسان اور سرفروشت" میں مطہری زور دیتے ہیں کہ شعور بخشی اور صحیح تعلیم انسان کو منحرف انتخاب سے روک سکتی ہے۔ ان کے مطابق اگر لوگ ناجائز رویوں کے نتائج سے آگاہ ہوں تو انحراف کی طرف گرایش کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ انسان کا اختیار شہید مطہری کے نقطہ نظر میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ انسان اپنے آزاد ارادے سے انحرافی وسوسوں کے سامنے مزاحمت کر سکتا ہے، بشرطیکہ صحیح تربیت حاصل کی ہو۔ یہ تربیت بچپن سے شروع ہونی چاہیے اور دینی، اخلاقی، اور معاشرتی اقدار کی تعلیم پر مشتمل ہو۔ مثال کے طور پر، مطہری خاندان میں عفت اور تقویٰ جیسی اقدار کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو جنسی انحرافات کی روک تھام کر سکتی ہیں۔ وہ دینی تعلیم کی اہمیت پر بھی زور دیتے ہیں جو انسان کو خود پر قابو پانے اور معاشرے کے سامنے ذمہ دار شہری بننے کی ترغیب دیتی ہے۔<sup>33</sup>

استاد مطہری اس امر پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق، انسان، ایک باخبر مخلوق کے طور پر، اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تعلیم اور آگاہی انسان کو صحیح راستے سے بھٹکنے سے بچانے میں مدد دیتی ہے۔ مطہری "عقل و ایمان" میں، آگاہی کو عقل کا اوزار سمجھتے ہیں۔ آگاہی بخش میڈیا پروگرام معاشرے کے افراد کی آگاہی کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسان کا خود مختار ہونا انتخاب کی آزادی کا مفہوم رکھتا ہے، جو صحیح تربیت کے ذریعے، خیر کی طرف ہدایت پاتی ہے۔ مطہری آزادی کو ذمہ داری کی شرط قرار دیتے ہیں اور انحراف کو غلط انتخاب۔ شہید مطہری طبیعت اور ماورائے طبیعت کے رشتے پر زور دیتے ہیں اور مانتے ہیں کہ ماورائے مادہ کا انکار انحراف کا باعث بنتا ہے۔ "اصول فلسفہ" میں، وہ توحید کو ان دونوں کا جوڑ قرار دیتے ہیں۔ معاد پر اعتقاد، انسان کی ذمہ داری کے احساس کو بڑھاتا ہے اور انحرافات کو روکتا ہے۔ مطہری "معاد" میں، معاد کو اخلاقی محرک شمار کرتے ہیں لہذا بچپن سے ہی معاد کی تعلیم انحرافات سے بچنے میں موثر ہے۔ یہ اجزاء، روک تھام کرنے والے نظریہ حیات کی بنیاد ہیں۔ انہیں مضبوط کرنے سے، فکری انحراف کم ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ استاد مطہری کے مطابق، نوجوان نسل کے بیشتر اخلاقی اور دینی انحرافات کی جڑیں فکری بے تربیتی اور ان کی اعتقادی بنیادوں کی کمزوری میں پوشیدہ ہیں۔ یہ نسل مذہبی مسائل کے شعبے میں مناسب اور منظم طریقے سے رہنمائی حاصل نہیں کر سکی اور اس وجہ سے عمیق فکری اور روحانی خلاء کا سامنا کر رہی ہے۔ اصل مسئلہ نوجوانوں کی فکری زبان اور منطق سے ناآشنائی اور ان کے ساتھ موثر طریقے سے بات چیت کرنے میں ناکامی ہے۔ اگر ان کی اپنی منطق سے ان سے بات کی جائے اور ان کی اپنی زبان میں ان کے ساتھ گفتگو کی جائے، تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عام تصورات کے برعکس، یہ نسل ضدی اور ہٹ دھرم نہیں ہے بلکہ حقائق اور دینی تعلیمات کو قبول کرنے کے لیے اعلیٰ آمدگی رکھتی ہے۔<sup>34</sup> یہی وجہ ہے کہ استاد مطہری علما اور خواص کی شعور بخشی اور معاشرے کی رہنمائی میں کردار پر بھی زور دیتے ہیں۔<sup>35</sup> ان کے مطابق، نوجوانوں کے اندر پائے جانے والی فطری

جمالیتی حس (Aesthetics) کی پرورش جمالیاتی انحرافات کو روکتی ہے۔

#### 4-7- محنت اور حسن تدبیر

استاد مرتضیٰ مطہری کے مطابق، اسلامی نقطہ نظر سے "حسن تدبیر" ایک اعلیٰ انفرادی اور سماجی خصلت ہے۔ دینی تعلیمات میں تدبیر سے بہرہ مند ہونا، نہ صرف فرد اور معاشرے کی عقلیت اور فکری پختگی کی علامت سمجھا جاتا ہے، بلکہ سماجی ترقی اور بلندی میں بھی ایک بنیادی عامل سمجھا جاتا ہے۔ پیغمبر اسلام (ص) نے ایک واضح بیان میں فرمایا: اِنِّی لَا اِخَافُ عَلٰی اَمَّتِی الْفَقْرَ وَ لٰكِنْ اِخَافُ عَلَیْهِمْ سِوَاءَ التَّدْبِیْرِ<sup>36</sup> یعنی: "میں اپنی امت پر اقتصادی فقر سے نہیں ڈرتا، بلکہ مجھے ان کے درمیان تدبیر کے فقدان (سوء التَّدْبِیْرِ) کا خوف ہے۔" پیغمبر اکرم ﷺ کا یہ فرمان اس بات کا عکاس ہے کہ کسی معاشرے کا اصل چیلنج صرف مادی وسائل کا فقدان نہیں، بلکہ منصوبہ بندی، دور اندیشی اور سوچے سمجھے فیصلوں میں ناکامی ہے۔

بنا برائیں، محنت اور فردی اور سماجی امور میں حسن تدبیر اور بہترین پلاننگ کے ذریعے معاشرتی انحرافات اور اخلاقی بحرانوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اسلام محنت اور کام کو عبادت قرار دیتا ہے: «الكَادُ لِعِيَالِهِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»<sup>37</sup> (اپنے گھروالوں کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ ہے) اور بے روزگاری کو سرمایہ دارانہ نظام کا نتیجہ۔<sup>38</sup>

#### 5-7- عفت و پاکدامنی

در اصل، عریانی اور بے عفتی کے مہلک آثار کی طرف مغرب کی کچھ نمایاں اور مشہور ثقافتی شخصیات بھی متوجہ ہیں اور وہ عریانیت کے تباہ کن نتائج پر بات کر رہے ہیں۔ چارلی چپلن، بیسویں صدی کے عظیم فنکار نے اپنی بیٹی کو لکھے گئے ایک خط میں لکھا کہ صرف ایک گھرے اور فنکارانہ مفہوم کی ترسیل کی صورت میں ہی برہنہ اسٹیج پر ظاہر ہوا جاسکتا ہے:

"عریانیت ہمارے زمانے کی بیماری ہے۔ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں اور شاید میری باتیں مضحکہ خیز لگیں، لیکن میری نظر میں تمہارا عریاں جسم اس کا ہونا چاہئے جس کی عریاں روح سے تم محبت کرتی ہو۔ کوئی حرج نہیں اگر اس بارے میں تمہارا نقطہ نظر دس سال پرانا ہو، پردہ پوشی کے دور کا۔ ڈرو مت، یہ نظریہ تمہیں بوڑھا نہیں کرے گا۔ امید ہے تم 'برہنہ لوگوں کے جزیرے' کی شہری بننے والی آخری فرد ہو گی۔"

یہ باتیں، نہ کسی مذہبی مبلغ یا ثقافتی نقاد کی زبان سے، بلکہ خود مغرب کے دھارے کے دل سے اور عالمی سینما کے

مقبول ترین چہروں میں سے ایک کی زبان سے بیان ہوئی ہیں؛ وہ شخص جس نے سالوں تک لوگوں کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیری، لیکن اختتام پر، اپنے مخاطب کو فکر اور آگاہی سے بھری آواز میں خبردار کرتا ہے۔<sup>39</sup>

لہذا استاد مرتضیٰ مطہری کے فکری نظام میں حیا ایک بنیادی قدر ہے جو سماجی اور اخلاقی تعلقات کو منظم کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ دینی نقطہ نظر سے، حیا کا زوال معاشرے کے اخلاقی نظام کے خاتمے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جب افراد، خاص طور پر نوجوان نسل، والدین، سماجی اقدار سے لا تعلق ہو جاتے ہیں اور ناپسندیدہ رویوں پر شرمندگی کا احساس کھودیتے ہیں، تو معاشرہ اخلاقی بحران کا شکار ہو جاتا ہے۔ جدید دور کے ڈرامے، فلمیں اور اب سوشل میڈیا جو متبادل اقدار کا نظام فراہم کیے بغیر، نوجوانوں کو خاندان کے خلاف بغاوت اور بے عزتی پر اکساتا ہے، عملی طور پر معاشرے کے اخلاقی سرمائے کو ختم کرنے میں کردار ادا کرتا ہے۔ لہذا، حیا کی قدر کو نظر انداز کرنا اور اسے پرانی اور منسوخ چیز سمجھنا، ثقافتی زوال کی نشانیوں میں سے ہے۔

آزاد منشی، یعنی ضمیر کی حریت ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ دورِ جدید کی غلطی یہ ہے کہ وہ سماجی آزادیاں فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن انسانی روح کو غلامی میں رکھتا ہے۔ ایسا انسان جو بغیر کسی اخلاقی اور انسانی ارادے کے مفاد پرست، ہوا پرست اور نفس کا غلام ہو۔ انبیاء کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ وہ پہلے روحانی آزادی کے لیے کوشش کرتے تھے؛ انسان کو شہوات، خرافات، تعصبات، پست وابستگیوں اور حیوانی خواہشات کی قید سے آزاد کراتے تھے اور پھر اسے معاشرتی آزادی کا اہل سمجھتے تھے۔ جو انسان روز بروز فساد میں غرق ہو رہا ہو، وہ کبھی حقیقی سماجی آزادی تک نہیں پہنچ پائے گا۔<sup>40</sup>

آپ کے مطابق، حیا اور عفاف، خاندان کے مرکز کی بقا کے لیے خلقت کی تدبیر کا حصہ ہیں، اور خاندان معاشرے کی بنیاد ہے، لیکن ہم دوڑتے ہوئے اس راستے پر جا رہے ہیں جس نے یورپی خاندانوں کو بکھیر دیا ہے۔ عورت مرد کا سہارا بننا چاہتی ہے اور مرد عورت کو اپنی حمایت میں رکھنا چاہتا ہے۔ یہ رجحان تاریخی یا سماجی عوامل میں جڑیں نہیں رکھتا، بلکہ فطری اور طبعی ہے۔ مرد جسمانی طور پر مضبوط کیوں ہے اور عورت نازک اور کمزور؟ کچھ لوگ تاریخی وجوہات کو تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ تو پھر دیگر مخلوقات میں بھی ایسا کیوں ہے؟ مرغ اور مرغی، نر شیر اور مادہ، یا نر گھوڑا اور مادہ اس طرح کیوں ہیں؟ یہ خلقت کی تدابیر ہیں۔ عریانیت نہ صرف حیا کو ختم کرتی ہے، بلکہ جنسی انحرافات کو ہوا دیتی ہے اور مغربی اعداد و شمار عریاں معاشروں میں ڈپریشن میں اضافہ ظاہر کرتے ہیں۔<sup>41</sup>

شہید مطہری نظام ہستی کو ہدف مند اور الہی حکمت پر مبنی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک، معاشرتی انحرافات اس ہدف مندی کی خلاف ورزی اور اعلیٰ انسانی اہداف سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ کتاب جامعہ و تاریخ میں، وہ وضاحت کرتے ہیں کہ انسانی معاشرے کو کمال اور سعادت کی طرف حرکت کرنا چاہیے، اور معاشرتی انحرافات اس راستے میں رکاوٹ

ہیں۔ ان کی نظر میں انسان کی تخلیق کا ہدف معنوی اور اخلاقی کمال تک پہنچنا ہے، اور اس ہدف سے کوئی بھی انحراف سماجی نظام میں خلل کا سبب بنتا ہے۔

مثال کے طور پر، شہید مطہری مادی گرائی کے معاشرتی انحرافات پر اثر کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق مادی اہداف جیسے دولت جمع کرنے اور لذت جوئی پر زیادہ زور انسان کو الٰہی اعلیٰ اہداف سے دور کرتا ہے اور انحرافی رویوں جیسے مالی فساد یا اخلاقی انحراف کا سبب بنتا ہے۔ وہ تجویز کرتے ہیں کہ معاشرے میں معنوی اور دینی اقدار کو فروغ دے کر انسانوں کو اعلیٰ اہداف کی طرف رہنمائی کرنی چاہیے۔ یہ نقطہ نظر ایمائل دورِ کیم کے نقطہ نظر، سے مشابہت رکھتا ہے جو انحراف کو معاشرتی انسجام کی کمی کا نتیجہ سمجھتے ہیں، لیکن شہید مطہری الٰہی ہدف مندی پر زور دیتے ہوئے، ایک متملذ نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ مطہری کے مطابق سماجی ادارے، جیسے خاندان، اسکول، اور مساجد، ہستی کے نظام کی ہدف مندی کے مطابق عمل کریں۔ مثال کے طور پر، وہ خاندان کو چلانے میں افراد کی تربیت میں الٰہی اور انسانی اہداف کی وابستگی پر زور دیتے ہیں۔ یہ ادارے دینی اور اخلاقی اقدار کی تقویت سے معاشرتی انحرافات کی روک تھام کر سکتے ہیں۔<sup>42</sup>

عالم طبیعت اور ماوراء طبیعت کا تنگاتنگ رابطہ شہید مطہری کے نقطہ نظر میں ایک کلیدی اصول عالم طبیعت اور ماوراء طبیعت کا پیوند ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ انسان دو جہتی مخلوق ہے جو مادی اور معنوی ضروریات رکھتا ہے۔ معاشرتی انحرافات اس وقت وجود میں آتے ہیں جب ان دو جہتوں میں توازن مختل ہو جاتا ہے۔ کتاب علل گرایش بہ مادی گرائی میں مرتضیٰ مطہری وضاحت کرتے ہیں کہ جدید معاشروں میں مادی گرائی کی افراطی گرایش انسان کو اس کی معنوی جہت سے دور کرتی ہے اور معاشرتی انحرافات کا سبب بنتی ہے۔ شہید مطہری کا یہ نقطہ نظر سماجی نفسیات کے نظریات، جیسے مزلو کی ضروریات کی سلسلہ مراتب کے نظریے سے مطابقت رکھتا ہے مگر اسلامی معنویت پر توجہ دے کر، شہید کا یہ نظریہ ایک متملذ نقطہ نظر پیش کرتا ہے۔ ان کے مطابق مادی ضروریات کی فراہمی معنوی ضروریات کو نظر انداز کر کے سماجی ناپائیداری اور انحرافات کے اضافے کا سبب بنتی ہے۔<sup>43</sup>

خلاصہ یہ کہ استاد مرتضیٰ مطہری کے مطابق، جدید ذرائع ابلاغیات کے دور میں جہاں دینی مسائل کو صحیح طریقے سے بیان نہیں کیا جاتا اور جنسی بے راہ روی کو عام کرنے کی راہ ہموار کی جاتی ہے؛ عورت اور حجاب سے مربوط مسائل کو غلط بیان کیا جاتا ہے اور وہاں عالمانہ گفتگو اور موثر تبلیغ کے ذریعے نوجوان نسل کی فکری تعمیر نو کی کوشش، معاشرتی انحرافات کے سدباب میں قابل ذکر کامیابیاں حاصل کر سکتی ہے۔

## 6-7- خاندانی استحکام

استاد مرتضیٰ مطہری کے مطابق، معاشرتی انحرافات کا ایک اہم موجب خاندانی بندھن اور استحکام کا ٹوٹ جانا ہے۔

لہذا آپ خاندانی استحکام اور اس حوالے سے صلہ رحم جیسے قرآنی احکامات کی پابندی کو ان انحرافات کے سدباب کا اہم عامل قرار دیتے ہیں۔ دراصل عصر حاضر میں سماجی زندگی کا ڈھانچہ اس طرح سے بدل گیا ہے کہ علیحدگی، تفرقہ، اور خاندانی رشتوں کے ٹوٹنے کے مواقع پہلے سے کہیں زیادہ فراہم ہو گئے ہیں۔ اسی لیے دانشوروں اور خیر خواہوں کی کوششیں اب تک مطلوبہ نتائج نہیں لاسکیں اور بد قسمتی سے مستقبل کا منظر بھی زیادہ خطرناک نظر آتا ہے۔ آج بھی امریکی دانشور طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح سے اسی طرح خوفزدہ ہیں اور اس کی اصل وجہ اس کے بہت آسان ہونے کو مانتے ہیں۔<sup>44</sup>

اسلام کے نقطہ نظر سے، طلاق کو مبغوض ترین (ناپسندیدہ ترین) امور میں شمار کیا گیا ہے۔ اسلام عورت کو زبردستی مرد کے ساتھ رہنے پر مجبور کرنے کے خلاف ہے اور "نیکی کے ساتھ روکنا یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا" (امساک بمعروف او تسریح باحسان) کا اصول بتاتا ہے۔ یہ نقطہ نظر شادی کے احترام کو برقرار رکھنے اور بحرانی حالات میں رہائی کا امکان فراہم کرنے کے درمیان توازن کو ظاہر کرتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کیا شادی کے تقدس کے لیے، طلاق کا راستہ مکمل طور پر بند ہونا چاہئے؟ جواب یہ ہے کہ نہیں: اسلام نے طلاق کے لیے رکاوٹیں کھڑی کر کے خاندان کی بنیاد کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن اسے مکمل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا ہے۔ اسلامی ثقافت میں، مرد کو کوہسار اور عورت کو چشمہ قرار دیا گیا ہے، اور بچے پھولوں اور کلیوں کی مانند ہیں۔ یہ تصویر خاندانی زندگی میں ہم آہنگی اور محبت کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ مرد میں محبت کا شعلہ بجھ جانا، خاندانی زندگی کو ختم کر دیتا ہے اور عورت میں اس کا بجھنا، زندگی کو نیم جان بنا دیتا ہے۔ لہذا، میاں بیوی کے درمیان صلح اور سمجھوتہ "سلح امن" کی نوعیت کا نہیں ہو سکتا، بلکہ اسے محبت اور افہام و تفہیم پر مبنی ہونا چاہئے۔

طلاق کے حق کے بارے میں، قدرتی حق اور معاہداتی حق کے درمیان فرق کیا جانا چاہئے۔ طلاق قدرتی حق کے طور پر مرد کو حاصل ہے، لیکن عورت بھی معاہدے (نکاح نامے میں شرط) کے ذریعے اس حق سے مستفید ہو سکتی ہے۔ نیز، طلاق کا حق فسخ (منسوخی) کے حق سے مختلف ہے۔ قرآن کے مطابق، خاندانی عدالت اختلافات کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

استاد مطہری کے آثار، جیسے "نظام حقوق زن در اسلام" (اسلام میں عورت کے حقوق کا نظام) میں، بیان کرتے ہیں کہ خاندان جذبات اور محبت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور خالصتاً قانونی حل رشتوں کے جذبات کا متبادل نہیں ہو سکتا۔ استاد مطہری کے نقطہ نظر سے، معاشرتی انحرافات، بشمول خاندانی اور اخلاقی بحران، دینی اقدار سے دوری اور غیر ملکی ثقافتوں، خاص طور پر مغربی مادہ پرستانہ ثقافت، سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہیں۔ "نظام حقوق زن در اسلام" میں، تعدد ازدواج کو نہ صرف ایک انفرادی معاملہ، بلکہ بحرانوں کو حل کرنے کا ایک سماجی حل سمجھتے ہیں۔ مغربی



جو امور موثر ہیں ان میں ایمان کی مضبوطی، تعلیم، تربیت، انصاف، سماجی نظم و ضبط، اور سماجی اور ثقافتی پالیسی سازی بنیادی عوامل ہیں۔ اسی طرح اگر کسی معاشرے میں معاشرتی انحرافات ایجاد ہو جائیں تو اس کے کنٹرول کے لئے درج ذیل چند اہم اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے:

- اعتدال اور میانہ روی کا اصول: تمام امور میں اعتدال، انتہا پسندی کو روکتا ہے۔
- حکمت اور جامعیت کا اصول: حکمت جوئی، فیصلوں کو عاقلانہ بناتی ہے اور جامعیت، تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔
- انسان دوستی کا اصول: انسان دوستی، کنٹرول کو انسانی بناتی ہے۔ سزا کا مقصد اصلاح ہو، نہ کہ انتقام۔
- عشق و عفت کا اصول: عشق اور عفت، جنسی انحرافات کے کنٹرول کی بنیاد ہیں۔
- سماجی اصلاح کا اصول: انحرافات کا براہ راست سامنا کرنا موثر ہے۔ خاموشی، انحراف کو پھیلاتی ہے۔
- ضروریات کی فراہمی کا اصول: حقیقی ضروریات کی فراہمی، انحراف کو روکتی ہے۔ غربت، ایک بڑا عامل ہے۔
- دین اسلام کی خاتمیت کا اصول: اسلام کی خاتمیت، مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔
- ہدایت خواہی کا اصول: ہدایت کی خواہش، افراد کو خیر کی طرف لے جاتی ہے۔
- انسانی اختیار و ارادے کا اصول: ارادہ، کنٹرول کا اوزار ہے۔ جہاد بالنفس، ارادے کو مضبوط کرتا ہے۔
- علم و عقل کے تلازم کا اصول: علم اور عقل، کنٹرول کی بنیاد ہیں۔
- تربیت کے معنویت سے پیوند کا اصول: روحانی تربیت، کنٹرول کو مضبوط کرتی ہے۔

\*\*\*\*\*

## References

1. DehKhua Ali Akbar, Dictionary, Word: "Inheraf".

دخدا، علی اکبر، لغت نامہ، "انحراف" کے کلمہ کے ذیل میں۔

2. Saleemi Ali, Muhammad Dawar, *Jamia Shanasi Kajre*, (Qom, *Entesharat-e Pajuheshgah-e Hozeh va Daneshgah*, 1380 SH), 234.  
سلیبی، دکتر علی اور داوری، دکتر محمد، جامعہ شناسی کجروی، 1380 (قم، انتشارات پژوهشگاہ حوزہ و دانشگاه، 1380ھ ش)، 234۔
  3. Bruce Cohen, *Daramadi bar Jamia Shenasi*, (Tehran, *Entesharat-e Tutiya*, 1402 SH), 74.  
بروس کوئن، درآمدی بہ جامعہ شناسی، مترجم: محسن ثلاثی، (تہران، انتشارات توتیا، 1402ھ ش)، 74۔
  4. Sotodha, Jamal-ul-deen, *Enherafat Ejtemaei*, (Tehran, *Entesharat-e Avaye Noor*, 1403 SH), 52.  
ستودہ، ہدایت اللہ، آسیب شناسی اجتماعی (جامع شناسی انحرافات)، (تہران، انتشارات آوای نور، ۱۴۰۳ھ ش)، 52۔
  5. Dr. Sheikh Muhammad Hasnain, *Islam aur Akhalaqi Aqdaar*, (Lahore, Hadi Foundation, 2010), 190.  
ڈاکٹر شیخ محمد حسین، اسلام اور اخلاقی اقدار، (لاہور، ہادی فاؤنڈیشن، 2010)، 190۔
  6. Murtaza Mutahari, *Taleem we Tarbiat dar Islam*, (Tehran, *Entesharat Sadra*, 1381 SH), 149.  
مرتضیٰ مطہری، تعلیم و تربیت در اسلام، (تہران، صدرا، 1381)، 149۔
  7. Dr. Sheikh Muhammad Hasnain, *Islam aur Akhalaqi Aqdaar*, 192.  
ڈاکٹر شیخ محمد حسین، اسلام اور اخلاقی اقدار، 192۔
  8. Ibid.
- ایضاً
9. Robert K. Merton Merton, *Social Structure and Anomie*, *American Sociological Review*, Vol. 3., (U.S., SAGE Publications, 1930s), 672-682.
  10. Shaheed Murtaza, Mutahari, *Shesh MoqalahL: Jahan Bini Elahi Wa Jahan Bini Madi*, Vol. 1 (Qom, *Daftar-e Entesharat-e Islami*, 1363 SH), 189.  
شہید مرتضیٰ، مطہری، شش مقالہ: جہان بنی الہی و جہان بنی مادی، ج 1، (قم، دفتر انتشارات اسلامی، 1363ھ ش)، 189۔
  11. Shaheed Murtaza, Mutahari, *Alal Gerayesh Bah Madigari*, Chap. 42, (Qom, *Entesharat Sadra*, 1397 SH), 126.  
مرتضیٰ، مطہری، علل گمراہی بہ مادگیری، چاپ 42، (قم، انتشارات صدرا، 1397)، 126۔
  12. Mohya Shoaibi, *Moqhalah Tabien Rabeteh Farde Garayi Afrati ba Hambastegi Ejtemaei dar Sheharvandan Tehrani*, *Faslnameh Taghirat Ejtemaei-Fareangi*, Vol. 18, Issue: 3, (Khalkhal, *Daneshgah-e Azad-e Islami*, 1400 SH), 2.  
محمیا شعیبی، تبیین رابطہ فرد گرایی افراطی با ہمبستگی اجتماعی در شہر وندان تہرانی، فصلنامہ تغیرات اجتماعی-فرہنگی، جلد: 18، شمارہ: 3، (خلخال، دانشگاه آزاد اسلامی، 1400ھ ش): 2۔
  13. Shaheed Murtaza, Mutahari, *Jamia wa Tarikh*, (Tehran, *Entesharat Sadra*, 1385 SH), 25.  
شہید مرتضیٰ، مطہری، جامعہ و تاریخ، (تہران، صدرا، 1385)، 25۔

14. Muhammad Taqi, Misbah Yazdi, *Amuzesh Felsefeh*, Vol. 1, (Qom, Moassese-ye Amuzeshi va Pajuheshi-ye Emam Khomeini, 1389 SH), 202.  
محمد تقی، مصباح یزدی، آموزش فلسفہ، ج 1، (قم، موسسه آموزشی وپژوہشی امام خمینی، 1389ھ ش)، 202۔
15. Syed Abedin Bozorgy, *Barresi Piamodehaye Hes Gerayi az Didegah Quran*, Ma'arif al-Aqlī, Spring and Summer, Issue: 1, 42, (1400 AH): 2.  
سید عابدین بزرگی، بررسی پیامدہای حس گرایی از دیدگاه قرآن، معارف عقلی سال شانزدہم بہار و تابستان شمارہ 1 (پیاپی 42) (1400): 2۔
16. Allama Syed Muhammad Hussain, Tabataba'i, *Osol Felsefeh wa Rosh Realism*, Vol. 5, (Qom, Entesharat Sadra, 1396 SH), 203.  
علامہ سید محمد حسین، طباطبائی، اصول فلسفہ و روش ریالیسم، ج 5، (قم، انتشارات صدرا، 1396)، 203۔
17. Murtaza, Mutahari, *Majmowa Asaar Ustad Shahid Muahari*, (Hekmotehya wa Andarzema (1 , 2) , Vol. 22, (Qum., Entesharat Sadra, 1379 SH.), 384.  
مرتضیٰ، مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری، (حکمت و اندرز ماہ 1 و 2)، ج 22، (قم، انتشارات صدرا، 1379)، 384۔
18. Murteza Muthari, *Majmowa Asaar* (Akhlagh Jenji), Vol. 19, (Qum, Entesharat Sadra, 1395 SH), 85.  
مرتضیٰ، مطہری، مجموعہ آثار (اخلاق جنسی)، ج 19، (قم، انتشارات صدرا، 1395ھ ش)، 85۔
19. Felicia Sabartinelli, *My Divorce Fills Me with Feelings of Shame and Failure*, Woman's Day, July 31, 2017:  
<https://www.womansday.com/relationships/dating%E2%80%91marriage/a55479/divorce%E2%80%91failure/>
20. Dr. Sheikh Muhammad Hasnain, *Islam aur Akhlaqi Aqdaar*, 191.  
ڈاکٹر شیخ محمد حسین، اسلام اور اخلاقی اقدار، 191۔
21. Murtaza Mutahari, *Majmowa Asaar Ustad Shahid Muahari*, Vol. 2, 204.  
مرتضیٰ، مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری، ج 2، 204۔
22. Murtaza Mutahari, *Taleem we Tarbiat dar Islam*, 67.  
مرتضیٰ، مطہری، تعلیم و تربیت در اسلام، 67۔
23. Murtaza, Mutahari, *Felsefeh Akhlaq*, (Tehran, Entesharat Sadra, 1364 SH), 33.  
مرتضیٰ، مطہری، فلسفہ اخلاق، (تہران، صدرا، 1364)، 33۔
24. Murtaza Mutahari, *Taleem we Tarbiat dar Islam*, 149.  
مرتضیٰ، مطہری، تعلیم و تربیت در اسلام، 149۔
25. Alan Biro, *Farhnag Aloom Ejtemaei*, Translated by: Baqir Sarookhani, (Tehran, Sherkat-e Entesharat-e Keyhan, 1380 SH), 98.  
آلن بیرو، فرہنگ علوم اجتماعی، مترجم: ساروخانی، (تہران، شرکت انتشارات کہان، 1380ھ ش)، 98۔

26. Bruce Cohen, *Daramadi bar Jamia Shenasi*, 149.  
 بروس کوئن، درآمدی برجامعہ شناسی، ص 149۔
27. Murtaza, Mutahari, *Majmowa Asaar*, Vol. 1, Chap. II, 553-554.  
 مرتضیٰ مطہری، مجموعہ آثار، ج 1، چاپ دوم، 553-554۔
28. Fatemi Rad, Muhammad Hassan wa Hamkaran, *Amuzesh Mosael Jeni Koodkan*, (Tehran, Mataf, 2015), 107.  
 فاطمی راد، محمد حسن و همکاران، آموزش مسائل جنسی کودکان، (تہران، مطاف، 1394)، 107۔
29. Murtaza Mutahari, *Majmowa Asaar Ustad Shahid Muahari*, Vol. 5, 386.  
 مرتضیٰ مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری، ج 5، 386۔
30. Murtaza Mutahari, *Fitrat*, (Tehran, *Entesharat Sadra*, 1362 SH), 38.  
 مرتضیٰ مطہری، فطرت، (تہران، انتشارات صدرا، 1362)، 38۔
31. Bruce Cohen, *Daramadi bar Jamia Shenasi*, 149.  
 بروس کوئن، درآمدی برجامعہ شناسی، 149۔
32. Mutahari, *Fitrat*, 114.  
 مطہری، فطرت، 114۔
33. Mutahari, *Insaan wa Sarnowashat*, (Tehran, *Entesharat Sadra*, 1380 SH), 87.  
 مطہری، انسان و سرنوشت، (تہران، صدرا، 1380)، 87۔
34. Murtaza Mutahari, *Majmowa Asaar Ustad Shahid Muahari*, (*Maska Hjaab*), Vol. 19, 378.  
 مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری (مسائلہ حجاب)، ج 19، 378۔
35. Ibid.  
 ایضاً۔
36. Muhammad Ahsaie, *Awali al-Layali al-Aziziya fi al-Ahadith al-Diniya*, Vol. 4, (Beirut: *Dar Ihya al-Turath al-Arabi*, 2009), 39.  
 محمد احسانی، ابن ابی جمہور، عوالمی اللالی العزیز فی الأحادیث الدینیہ، ج 4، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 2009)، 39۔
37. Al-Hurr al-Amilī, Sheikh Muhammad ibn al-Hasan, *Wasīl al-Shī'ah*, Vol. 12, (Qom, Mosasah Ahl al-Bayt (a.s.) Laahya Altaras, 1414 AH), 43.  
 الحر العالمی الشیخ محمد بن الحسن، وسائل الشیعہ، ج 12، (قم، مؤسسہ آل بیت علیہم السلام لاحیاء التراث، 1414 ہجری)، 43۔
38. Mutahari, *Majmowa Asaar Ustad Shahid Muahari*, (*Wai wa Nabuat*), Vol. 2, 245.  
 مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری (وحی و نبوت)، ج 2، 245۔
39. Ibid, (*Maska Ejaab*), 386.  
 ایضاً، مسائلہ حجاب، 386۔

40. Murtaza, Mutahari, *Nizam Hoquq Zan dar Islam*, Chap. 21, (Tehran, *Entesharat Sadra*, 1374 SH), 123-125.  
مرتضیٰ مطہری، نظام حقوق زن در اسلام، چاپ بیست و یکم، (تہران، صدرا، 1374)، 123-125۔
41. Marwati, Sohrab wa Hamkarn, *Alal Wa Awamel Enheraf Jansi az Didegah Quran wa Ravayat*, Bi-Annual: *Pajooshenah Islami Zanan wa Khanavadeh*, (1393 SH).  
مروتی، سہراب و ہمکاران، علل و عوامل انحراف جنسی از دیدگاہ قرآن و روایات، پڑوہشنامہ اسلامی زنان و خانوادہ، (1393)۔
42. Murtaza, Mutahari, *Jamia wa Tarikh*, (Tehran, Sadra, 1385 SH), 35.  
مرتضیٰ مطہری، جامعہ و تاریخ، (تہران، صدرا، 1385)، 35۔
43. Murtaza, Mutahari, *Alal Gerayesh bah Madigari*, Chap 42, (Qum., *Entesharat Sadra*, 1397), 89.  
مرتضیٰ مطہری، علل گمراہی بہ مادگیگری، چاپ 42، (قم، انتشارات صدرا، 1397)، 89۔
44. William Berry, *Divorce is Easier*, Psychology today, 2012.
45. Ibid, 246,  
ایضاً، 246۔
46. Motahhari, Morteza. *Yaddasht-ha-ye Ostad Motahhari* [Notes of Professor Motahhari]; Vol. 5, (Qum, *Entesharat Sadra*, 1378/1999), p. 120.  
مرتضیٰ مطہری، یادداشتہای استاد مطہری، ج 5، (قم، انتشارات صدرا، 1378ھ ش)، 120۔
47. Murtaza Mutahari, *Majmowa Asaar Ustad Shahid Muahari*, (*Qavanin-e Eslam dar Moqayeseh ba Towse'eh va Tahavvol-e Donya-ye Jadid-Panzdah Goftar*), Vol. 21, 482.  
مرتضیٰ مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری (قوانین اسلام در مقایسہ با توسعہ و تحول دنیای جدید (پانزدہ گفتار))، ج 21، 482۔